سلسلہ خطبات جمعہ　　شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب *
ضبط وترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

اسلام میں رزق حلال کی فضیلت واہمیت

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم . انما اموالکم و اولادکم فتنة و الله عنده اجر عظیم صدق الله مولانا العظیم (سورة تغابن رکوع ۱٦ آیت ۱۵)

ترجمہ: تحقیق تمہارے اموال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش کی چیزیں ہیں اور اللہ کے پاس ہی بڑا اجر ہے۔

مہربان میزبان:

انسان کو چونکہ اللہ نے اشرف المخلوقات کے مقام پر فائز فرمایا تو جیسے ایک معزز مہمان کے آنے سے پہلے میزبان آنے والے کے ہر قسم راحت وسکون کے لئے تمام اسباب سہولت مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ مہمان وارد ہونے کے بعد تفکرات سے بے نیاز ہو کر جس مقصد کے لئے آیا ہے اس میں ہمہ تن مصروف رہے، اس طرح مالک کائنات نے انسان کے وجود میں آنے سے پہلے اور بعد میں اپنی نعمتوں کا عظیم دسترخوان بچھا کر آدم کی اولاد کو صرف اور صرف اپنے یعنی ذاتِ باری کی طرف متوجہ ہو کر عبادت کرنے کا حکم فرما کر مقصد تخلیق ہی "و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون" عبادت قرار دیا۔ شرعی حدود وقیود کے اندر رہتے ہوئے انسان کو ان تمام نعمتوں کے اپنے کام میں لانے کی اجازت مہیا فرمادی۔ انسان کو اللہ نے احسن تقویم کا خطاب دے کر اسے خوبصورت شکل وصورت عطا کی۔ عالم رنگ وبو کی ہر چیز اس کے واسطے پیدا کر کے سب چیزوں کو اس کا خادم اس لئے بنایا کہ انسان ان تمام نعمتوں اور قدرت باری تعالیٰ کے دلائل ونشانیوں میں غور کر کے اس کی خالقیت، مالکیت، ربوبیت اور حاکمیت کی پہچان اور اس کی عبادت و اطاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے۔

نعمتیں انعام بھی اور امتحان بھی:

اللہ کی انہی دی ہوئی نعمتوں کو اگر اس کے بتائے ہوئے اصول اور قواعد کے مطابق استعمال کیا جائے تو خیر

* نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اور بھلائی کا ذریعہ بن جاتے ہیں' اور اگر وہی نعمتیں دنیاوی لذات کے حصول اور نفسانی خواہشات کی تکمیل میں خرچ کردی جائیں تو اس سے اللہ کے بتائے ہوئے اصول سے انحراف کر کے انسان جہنم کے اسفل ترین مقام کو پہونچ جاتا ہے گویا بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے انسان کے لئے جتنی نعمتیں پیدا کر کے اسے حوالہ کردیں' ان میں خیر کا بھی پہلو ہے اور شر کا بھی۔ اس خیر و شر کے درمیان بنی نوع آدم کی آزمائش ہے اسی نعمت کو اگر منعم حقیقی کی مرضیات کے تابع ہو کر استعمال کیا جائے تو یہ نعمت بھی خیر محض بن کر انسان کی بھلائی کا ذریعہ بن جاتا ہے اگر اسی نعمت کو اپنے ہوائے نفس یعنی اپنی پسند و ناپسند کے معیار پر پرکھ کر خرچ کیا جائے تو یہی نعمت شر محض بن کر اس کی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہو جاتا ہے' اللہ کی لاتنا ہی نعمتوں کی وسیع فہرست کی چند نعمتوں پر اگر نظر دوڑائیں تو ہر نعمت میں ان دونوں کا احتمال ہے' صحت و سلامتی بدن ہی کو لیجئے کتنی بڑی نعمت ہے اس کی قدر و اہمیت کا اندازہ کسی معذور و مریض کو دیکھ کر خود بخود ہو جاتا ہے' یا بیماری میں مبتلا شخص سے تندرستی کے فوائد اور صحتمند شخص کو اس کی حسرت بھری نگاہ سے دیکھنے پر اندازہ ہوگا اب اسی نعمت صحت و توانائی میں بھی رب کی طرف سے امتحان ہے کہ اس قوت و طاقت کے دور کو عبادت الٰہی اور اس کے دین کی سربلندی کے لئے صرف کرنا ہے یا کہ شیطانی امنگوں کی تکمیل کے لئے لہو و لعب میں گنوا کر عاقبت کو برباد کی جائے اس مختصر وقت میں کس کس نعمت کے اچھے اور برے استعمال کا موازنہ کرتا چلوں۔ ان بے شمار نعمتوں میں دو ایسی نعمتوں کا بیان جن میں مبتلا رہ کر اکثر و بیشتر مسلمان اپنے آخرت کو بگاڑ دیتے ہیں۔ حسب ذیل ہیں:

مال و اولاد:

وہ مال اولاد ہیں ان دونوں کے سلسلہ میں بار بار قرآن و احادیث میں اعتدال و احتیاط ملحوظ رکھنے کی تلقین فرما کر ان دونوں کو بہت بڑا فتنہ و امتحان قرار دیا گیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ کہ مال و اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر یہ دونوں زیادہ تر معصیت کا سبب بن جاتے ہیں' اور اگر ہم اپنے اور اپنے گردو پیش مسلمانوں کے حالات بد پر نظر دوڑائیں تو مشاہدہ اور اعمال سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ ہمارے مادی و روحانی زوال کا سب سے بڑا سبب مال و اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر آخرت و مذہب سے غافل ہونا ہی ہے۔

کسب حلال:

جیسا کہ کئی مواقع پر عرض کر چکا ہوں کہ اللہ اور اس کے محبوب پیغمبرؐ کی طرف سے بار بار مذمت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بقدرِ ضرورت کسبِ دینا بھی حرام ہے بلکہ رحمۃ للعالمینؐ نے تو کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ کا فرمان جاری کر کے دنیا کے بقدر مجبوری و ضرورت مال کمانے کو فرض شرعی قرار دے دیا' کسب حلال کو فریضہ قرار دے کر بطور آزمائش اس مال کے سلسلہ میں شرائط بھی عائد کر دی گئیں۔ مثلاً مال حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع جائز ہوں ناجائز ذرائع سے مال جمع کرنے سے احتراز کیا جائے اور جو مال حلال راستوں سے آتا ہے وہ نعمت بن کر اس میں اللہ برکت بھی

ڈال دیتے ہیں حضورؐ کا ارشاد ہے۔

عن خولة بنت قيس قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول ان هذا المال خضرة حلوة فمن اصابه بحقه بورك له فيه الخ (رواہ الترمذی)

حضرت خولہ حضورؐ سے نقل کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ مال ایک سبز و شیرین شے ہے اس لئے جو شخص اس مال کو حلال ذریعہ سے حاصل کرے اس کے لئے اس میں برکت عطا کی جاتی ہے۔

مال حاصل کرنے کی اس ایک ہی شرط کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے کمانے کے وسائل پر غور کرنا چاہیے کہ ہم سے کتنی کوتاہیاں ہو رہی ہیں' ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کے مقابلہ سیم وزر دہوس دنیا میں ہر ایک آگے نکلنا چاہتا ہے رکنے اور تھکنے کا نام ہی کوئی نہیں لیتا بلکہ کئی دوست بڑی بے فکری اور ڈھٹائی سے فخریہ انداز میں آپ کو کہتے ہوئے ملیں گے کہ یہی وقت ہے جوانی اور صحت کا اس میں جتنا ہو سکے کمایا جائے بڑھاپا تو کمانے کا زمانہ نہیں ہوتا ان بدبختوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ

کمائی کا اصل وقت شباب ہے:

اصل کمائی تو اللہ کی عبادات اور اس کی مرضیات پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے اور اس کے لئے بہترین وقت جوانی کا وقت ہوتا ہے اس کمائی میں بھی کبھی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا تصور تک کیا ہے؟ ہزار روپے حاصل کر کے دو ہزار کی فکر میں لگ جاتے ہیں' دنیا کی محبت اور آگے بڑھنے کی خواہشات بڑھتی رہتی ہیں' اور یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ آخر کار موت آنے پر خود بخود ختم ہو کر دنیاوی خواہشات کی فلک بوس عمارات مٹی میں مل جاتے ہیں کبھی غور کیا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے قابل رشک زیادہ مال حاصل کرنے والے کی زندگی کو قرار دیا ہے' یا وہ شخص جو بقدرِ کفایت دنیاوی وسائل کے حصوں کا متمنی اور اسی پر عمل پیرا بھی ہوا ارشاد ہے۔

حضورؐ کے دوست:

عن ابى امامة عن النبى ﷺ قال اغبط اوليائى عندى لمومن خفيف الحاذ ذو حظ من الصلوة احسن عبادة ربه و اطاعه فى السر و كان غامضا فى الناس لايشار اليه بالاصابع و كان رزقه كفافا فصبر على ذالك ثم نفذ بيده فقال عجلت منيته قلت بواكيه قل تراثه' (رواہ الترمذی)

ترجمہ: جناب ابو امامہؓ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میرے نزدیک میرے دوستوں میں سب سے زیادہ قابل رشک (مالی اعتبار سے وہ) شخص ہے جو کم مال و اولاد ہو بہت زیادہ نماز پڑھنے والا ہو' اپنے رب کی عبادت بہتر طریقہ سے ادا کرنے والا ہو' جیسے ظاہر میں احسن طریقہ سے عبادت ادا کرتا ہے' اسی طرح لوگوں کی نظروں سے

پ کر بھی طاعتِ خداوندی میں مصروف رہتا ہے' لوگوں میں غیر مشہور اور گمنام ہو' لوگ اس کی شہرت کی وجہ سے اس کی طرف اشارے نہیں کرتے اور اس کا رزق بقدر کفایت ہو اور یہ بقدر ضرورت رزق حاصل ہونے پر صابر و قانع ہو یہ فرمانے کے بعد آپ نے انگلیوں سے چٹکی بجا کر فرمایا کہ ایسے شخص کو موت آنا فاناً واقع ہو کر (فتنوں اور گناہ کی آلودگیوں سے بھری دنیا سے اسے جلدی نجات مل جاتی ہے) اس کی موت پر رونے والی عورتیں تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہوتی ہیں اور اس کا متروکہ مال بھی اتنا قلیل کہ گویا نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

یعنی زیادہ اہل و عیال' مال و دولت کے بوجھ دنیاوی تفکرات و حرص و لالچ سے عاری ہو کر فراغِ قلب و وقت کے ساتھ بیشتر وقت حق تعالیٰ کی طاعت و عبادت میں منہمک رہتا ہوا اپنے مالک و خالق کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل پیرا رہنے کے لئے شہرت اور انسانوں کی داد و تحسین کا خواہشمند نہ ہو اور نہ کسی سے بدلہ و انعام لینے کا آرزومند بلکہ لوگوں کے درمیان رہ کر عبادت و طاعت' دین و علم کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خاموشی سے جہد مسلسل میں مشغول ہو اور ایک وقت اس پر ایسا بھی آ جاتا ہے کہ اللہ کی قضا و قدر کے مطابق اس کے جسم و جان کا رشتہ منقطع ہو کر نہایت سکون و آسانی سے اپنی جان' مالک حقیقی کے سپرد کر دیتا ہے' دنیا سے رخصت ہوتے وقت نہ اسے یہ غم و فکر کہ زیادہ مال و دولت رہ کر اس کا کیا بنے گا اور نہ یہ حسرت کہ پیچھے رہ جانی والی اولاد کہیں فتنہ کا سبب نہ بن جائے۔

ہمارا اندازِ فکر آنحضرت ﷺ کے انداز سے مختلف ہے' ہمارے معاشرہ میں وہ مرنے والا خوش قسمت سمجھا جاتا ہے جس کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بینکوں میں دولت بے حساب ہو' اس پر رونے والوں کی کثرت اور زندگی میں شہرت کا دلدادہ ہو۔

محترم سامعین بات حلال ذرائع سے مال حاصل کرنے کی ہو رہی تھی جسے اللہ جل شانہ نے بھی اپنے رسولوں اور برگزیدہ بندوں کو خطاب کے دوران کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا میں طیبات کے نام سے یاد فرمایا کہ انسان کو جائز و حلال وسائل و ذرائع سے جو حلال و پاکیزہ اموال حاصل ہوں ان سے بقدر ضرورت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اللہ کے خوف اور حلال و حرام کا امتیاز رکھنے والے شخص کے لئے دولت مذمت کی چیز نہیں۔

<u>مال حلال مومن کے لئے ڈھال:</u>

عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال کنا فی مجلس فطلع علینا رسول اللہ ﷺ وعلی راسہ اثر ماء فقلنا یا رسول اللہ ﷺ نراک طیب النفس قال اجل قال ثم خاض القوم فی ذکر الغنی فقال رسول ﷺ لاباس بالغنی لمن اتقی اللہ عزوجل و الصحۃ لمن اتقی خیر من الغنی و طیب النفس من النعیم (رواہ احمد)

ایک صحابی نے روایت کی ہے کہ ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضور اکرم ہمارے درمیان تشریف لائے' آپ

لے سر مبارک پر غسل کی وجہ سے تری بھی تھی ہم نے عرض کیا کہ اس وقت ہم آپ کو خوش دیکھ رہے ہیں حضورؐ نے جواب ہاں میں دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس وقت صحابہ مالداری کے ذکر میں مشغول ہوئے آنحضرتؐ نے ہماری گفتگو سن کر فرمایا کہ اس شخص کے دولتمند ہونے میں کوئی حرج نہیں جو اللہ سے ڈرے۔ نیز صحت مندی (وہ غربت کے ساتھ کیوں نہ ہو) دولت مندی سے زیادہ بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں ہی سے ایک نعمت ہے۔

ایک اور مقام پر حضور نے حلال مال کو مومن کے لئے بڑی ڈھال سے تعبیر فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسب و محنت کر کے حلال روزی نہ کمائے تو اسے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے ایسے متمول لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پڑتے ہیں۔ جو تعاون و امداد تو کیا کہ ذلیل و رسوا کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ تو ایسا مال جس کے ذریعے حرام و مشتبہ امور میں گرفتار ہونے سے بچ سکنے کا حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

بقدر ضرورت کمائی کی اہمیت ضرورت تو کسی حد تک واضح ہوگئی مگر اس شرط کے ساتھ جو پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ آمدنی کے وسائل شرعی حدود و قیود کے اندر ہوں، رب العزت کے رسولوں اور انبیاء نے بھی حلال طریقوں سے رزق کمایا۔ حرام ذرائع سے مال حاصل کرنا نہ صرف شرعی بلکہ اخلاقی و معاشرتی خیانت و جرم ہے بلکہ حرام کمائی والا معاشرہ کے تمام افراد کی نظروں میں ذلیل و گھٹیا شمار کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی نماز جیسی اہم عبادت کو بھی قبول نہیں فرماتا جب کہ حلال راستوں کو اختیار کرنے والا لوگوں کی نظروں میں بلند مرتبہ، باعزت اور مالک الملک بھی اسے اپنا محبوب بنا کر جنتی ہونے کی بشارت سے نواز دیتے ہیں۔

زمانہ حال، حضور ﷺ کی پیشگوئی:

ہم تو شاید ایسے زمانے میں پیدا ہوئے جس کے بارے میں سرور کونین ﷺ نے فرمایا:

یاتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ امن الحلال ام من الحرام (بخاری)

ترجمہ: لوگوں پر ایسا دور آنے والا ہے کہ لوگوں کو یہ پروا نہ ہوگی کہ دولت حرام ذرائع سے کمائی ہے یا حلال سے۔

انفرادی بھی ہر فرد (الا ماشاء اللہ) ارتکاز دولت کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد حرام کو بھی شیر مادر سمجھ کر اس سے بچنے کا تصور ہی ختم ہو گیا ہے، اجتماعی اور حکومتی سطح پر آئے دن ناجائز طریقوں کے نئی نئی سکیموں اور پروگراموں کا اجراء زور و شور سے کیا جا رہا ہے، سودی لین دین قمار بازی، سٹہ بازی اور رشوت وغیرہ جیسے غیر شرعی اور حتمی حرام کاروبار کو حکومتی نظام چلانے کے لئے اہم جزء سمجھ کر جائز و ناجائز حلال و حرام کی ساری اخلاقی و دینی اقدار کو توڑ کر حضرتِ انسان کو صرف ''نرا حیوان'' بنایا جا رہا ہے۔

اب جہاں اسلام نے کسب معاش کے سلسلہ میں حرام و حلال، جائز و ناجائز مکروہ و مستحب جیسے کئی قیود عائد

کر کے ناجائز دولت حاصل کرنے کے راستے ختم کر دیئے وہاں اس حلال کمائی کے انفاق یعنی خرچ کرنے میں بھی صاحب مال کو آزاد نہیں چھوڑا' کہیں وہ یہ نہ سمجھ لے کہ یہ تو اس کی ذاتی جاگیر اور ملکیت ہے جہاں چاہے جیسے چاہے خرچ کر سکتا ہے قدم قدم پہ اللہ اپنی عطا کردہ نعمتوں میں انسان کا امتحان لے رہے ہیں' جتنے خطرات اور مضرات کے امکانات دولت کے حاصل کرنے میں تھے اس سے کئی گنا بڑھ کر اس کے خرچ کرنے میں بھی ہیں مال کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے اسلام نے دیگر عبادات مثلاً نماز روزہ کی طرح انفاق کے بھی اصول و قوانین مقرر فرما دیئے کہ ان حدود میں رہتے ہوئے مال کو استعمال میں لانا ہے۔

اعتدال اور میانہ روی کی تلقین:

شریعت کے مطابق خرچ کرنے کے مصارف سے اسلامی تعلیمات و قرآنی آیات بھرے پڑے ہیں' ان تفاصیل میں جانے کا نہ یہ موقع اور نہ اتنا وقت ہے اول سے آخر تک قرآن کی آیات و احادیث کے ذخیرے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب اور بخل کی مذمت پر زور دے رہے ہیں لیکن یہ بات یاد رکھیں جہاں خرچ کرنے کی تاکید کی جا رہی ہے اس کے ساتھ متصل میانہ روی اختیار کر کے اسراف و فضول خرچی سے بچنے کی بھی بار بار تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

و الذین اذا انفقوا لم یسرفوا و لم یقتروا و کان بین ذالک قواما

ترجمہ: اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب وہ خرچ کریں تو نہ فضول خرچی اور نہ تنگی کریں بلکہ میانہ روی اور اعتدال کی راہ کو اختیار کریں۔

مسلمانوں کے امتیازی اور اہم اوصاف میں افراط و تفریط سے خالی راہ اعتدال کو اہم حیثیت حاصل ہے اور اس اعتدال کے راستے کا نام صراط مستقیم بھی ہے۔ سورۃ انعام میں فرمان الٰہی ہے:

کلوا من ثمرہ اذا ثمر و اتو احقہ یوم حصادہ و لا تسرفوا انہ لایحب المسرفین۔

ترجمہ: درخت کے پھل جب پک جائیں تم اس سے کھاؤ اور جب فصل کٹ جائے تو اس کا حق ادا کر دو حد اعتدال سے تجاوز نہ کرو کیونکہ حق تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

گو کہ انسان کو حد سے زیادہ بخیل اور حد سے زیادہ سخاوت اور فیاضی سے بھی روکا گیا۔ اسلام نے جہاں ایک طرف واجبی حقوق کی ادائیگی' قرابت داروں محتاجوں' مسافروں اور پڑوسیوں وغیرہ پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی فضول خرچی سے بھی منع کر کے اللہ نے اپنے فرمان (سورۂ بنی اسرائیل) ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین میں اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا محسن انسانیت ﷺ نے بھی ہر کام میں میانہ روی اختیار کر کے امت کو بھی تمام معمولات بشمول صرف و خرچ میں اسی کی تلقین فرمائی۔ حضرت حذیفہ حضور سے نقل کر رہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔

ما احسن القصد فی الغنی ما احسن القصد فی الفقر ما احسن القصد

فی العبادت (کنز العمال)

ترجمہ دولت مندی میں اعتدال کیا ہی خوب ہے محتاجی میں بھی درمیانگی کتنی بہتر ہے اور عبادت میں بھی میانہ روی کتنی اچھی ہے۔

کثرت مال کے مضرات

اللہ کے دیئے ہوئے حلال مال کے خرچ کے سلسلہ میں کبھی ہم نے سوچا ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور ہم تو صرف ایک امین کی حیثیت سے اس میں وہ تصرف کر سکتے جسکی مالک حقیقی نے اجازت دی ہو جہاں اسکی اجازت ہو اسی جگہ خرچ کرنا اور جن جگہوں میں خرچ سے منع کیا ہے اس سے اجتناب کرنا ہے۔ آج کے دور کے مسلمانوں کا معاملہ بالکل اسکے برعکس ہے، جہاں انفاق کا حکم ہے وہاں بخل سے کام لیتے ہیں اور جہاں خرچ سے بچنے کا حکم ہے وہاں فیاضی اور شاہ خرچی کا مظاہرہ کر کے اپنے آپ کو حاتم طائی کے نام سے پکارے جانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

اپنی جھوٹی انا کی تسکین اور اپنے آپ کو اصحاب ثروت لوگوں کی صف میں شمار کروانے کے لئے رسومات و خرافات میں پانی کی طرح دولت بہانے سے گریز نہیں کرتے جتنا مال بڑھتا ہے اتنا ہی انسان شراب و کباب، زنا، جوا و دیگر حرام کاریوں کا رسیا بنتا جاتا ہے، اللہ کے بتائے ہوئے مصارف میں ایک روپیہ خرچ کرنے پر جان نکلتی ہے اور نام و نمود اور ریا کے کاموں میں تمام مالداروں پر سبقت حاصل کرنے کا مقابلہ رہتا ہے، مالداری کے بعد انسان کی سرکشی کا اظہار احکم الحاکمین نے خود بیان فرمایا کہ کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی

ترجمہ: کوئی نہیں آدمی سرکش ہوتا ہے جب اپنے آپ کو بے پرواہ دیکھے۔

اسلامی ممالک جہاں دولت کی فراوانی ہے:

اس آیت کی تفسیر حرفاً حرفاً ہمارے سامنے ہے اسلامی بلاک کے وہ ممالک جو کچھ عرصہ قبل فقر و غربت کا شکار تھے۔ سونا، پیٹرول و دیگر معدنیات سے مالا مال ہونے کے بعد ان کی دینی حالت وہ نہیں رہی جو غربت و افلاس کے زمانہ میں تھی، مال و دولت کی فراوانی کو اللہ کے اطاعت اور کلمۃ اللہ کے سربلندی کے بجائے اپنی عیاشی و آرام طلبی جیسے لغو مصارف میں استعمال کرنے سے ان کی دینی، سیاسی حالات آپ کے سامنے ہیں سب کچھ اللہ کا دیا ہوا موجود ہونے کے باوجود اغیار کے سامنے شکست خوردہ اقوام کی طرح مغلوب و موالی کی حیثیت سے متعارف ہیں، عیاشی و فحاشی کے اسباب کو حاصل کرنا اپنے لئے طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر کفار، یہود ہمارے مادی وسائل کو بتدریج اپنی طرف کھینچ کر اسلامی دنیا کو ایک بار پھر قلاش بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور دوروں کو سادگی کا درس دینے والی قوم بے راہ روی کی وجہ سے اسراف و بے اعتدالیوں کا شکار ہوگئی۔

اسراف وتبذیر:

دین کے اہم اور سہل عبادات و احکامات اور معاملات کو ہم نے اسراف اور بے اعتدالی کا رویہ اپنانے کی وجہ سے مشکل ترین بنادیئے شادی بیاہ جیسے مسنون عمل کو بھی غیر شرعی رسوم اور سیم وزر کی نمائش اور اسراف کا ذریعہ بنا کر اس کے اسلامی اور مسنون طریقے جو کہ انتہائی آسان اور سادہ تھے کو ختم کر دیا گیا یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اور ناجائز میں بھی سبقت حاصل کرنے کے مقابلہ نے ایک غریب ومتوسط شخص کے لئے نکاح جیسا پاکیزہ اور مبارک معاملہ بھی شجرِ ممنوع بنا کر رکھ دیا۔ فضول خرچی کا یہ سلسلہ صرف شادیوں پر ختم نہیں ہوتا' بلکہ ہمارا غم بھی بیاہ سے کم نہیں گھر میں میت ہونے پر رسوم و بدعات کا وہ لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے' کہ کسی ناواقف آدمی کو میت کے گھر آ کر فرق محسوس نہیں ہوتا کہ غمی کی تقاریب کا انعقاد ہے یا خوشی کا' اور پھر صرف اس پر بھی اکتفا نہیں شیطانی خواہشات کی تکمیل' بیوی اور اولاد کے ناجائز مطالبات کو پورا کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں' مسلمانوں کی زندگی کا کون سا شعبہ ہے جو مال کے ناجائز اخراجات سے خالی ہو اور مسلمانوں کا یہی عمل ان کے دنیوی واخروی تباہی کا سبب بن رہا ہے۔

امت کا فتنہ مال

جیسے کہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں اللہ کی نعمتوں میں خطرناک جس کا بندہ کو گمراہی کے اندھیروں میں پہونچانے میں عمل دخل زیادہ ہے' یعنی مال' اسے فتنہ قرار دیا گیا سرکار دو عالمؐ نے بھی اسے آزمائش وفتنہ کے نام سے یاد فرما کر بار بار اس کی ہلاکتوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ارشاد فرمایا۔

عن کعب بن عیاض قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان لکل قوم فتنة و فتنة امتی المال (رواۃ الترمذی)

ترجمہ: حضرت کعب حضورؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہر قوم کسی نہ کسی امتحان و آزمائش میں دوچار ہوتی ہے اور میری امت جس فتنہ میں مبتلا ہوگی وہ مال و دولت ہوگی۔ ان کو مال دے کر آزمایا جائے گا اس کا حاصل کرنے اور خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر رہتی ہے یا صراط مستقیم سے بھٹک جاتی ہے۔

خطبہ کی ابتداء میں تلاوت کردہ آیت میں مال اور اولاد کے وبال اور معصیت کا سبب بننے کا ذکر ہے مال دولت کے نقصانات کا ذکر اپنے حقیر علم کے مطابق ہو گیا۔

اولاد کا مسئلہ:

اب اولاد کی طرف آیئے' مال کی طرح اولاد کی تعلیم و تربیت و اصلاح احوال کے لئے حدود و اصول شریعت نے متعین کر دیئے ہیں' اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر و اہمیت ان لوگوں سے پوچھیں جو لاولد ہونے کی وجہ سے اولاد کے لئے تڑپ رہے ہوں' اگر کسی کے پاس اس ایک نعمت کے علاوہ خوشی کی تمام چیزیں موجود ہوں' وہ اپنے آپ کو

بالکل محروم لوگوں میں شمار کرتا ہے۔

اسی اولاد کی خاطر ولادت سے لے کر جوان ہونے تک والدین تکالیف برداشت کر کے ان کو سکھ وسکون پہونچانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرادینے سے دریغ نہیں کرتے، شریعت نے پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں آذان دینے، ساتویں روز عقیقہ کرنے، بہترین اسلامی نام رکھنے اور ہر اسلامی تعلیم وتربیت کی تلقین کی ہے، بچپن ہی سے اسلامی ارکان واعمال کا اہم رکن نماز کے سکھلانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اسے سزا دینے کی بھی اجازت دی گئی۔ حضورؐ کا فرمان:

مروا اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین و اضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین الخ (ابوداؤد)

ترجمہ: جب تمہاری اولاد سات سال عمر کی ہو جائے تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال عمر تک پہنچ کر پھر بھی نماز نہ پڑھیں تو ان کو مار ابھی کریں۔ امام ترمذی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

لان یودب الرجل ولدہ خیر لہ من ان یتصدق بصاع۔

ترجمہ: آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا، اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع صدقہ دیا جائے۔

مقصد یہ کہ ان کو ادب وشرافت کے طور طریقے سکھلائے جائیں، اولاد کو دینی تعلیم دینا والدین کا فرض ہے تاکہ وہ معاشرہ کے بہترین افراد بن کر والدین اور مذہب کے ماتھے پر بدنما داغ بننے کے بجائے اسلامی سوسائٹی کے بہترین رکن بن سکیں، پھر یہی اولاد جو اسلامی شعائر واحکامات کے زیور سے آراستہ ہو جائیں تو نہ صرف اس کی دنیا وآخرت سنور جاتی ہے بلکہ والدین کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ان کے لئے صدقہ جاریہ بن کر اخروی نجات و سعادت کا بہترین ذخیرہ کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

<u>صدقہ جاریہ:</u>

ختم الرسلؐ کا ارشاد ہے: عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا مات الرجل انقطع عنه عمله الا من ثلثة، صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله،

ترجمہ: انسان جب مرجاتا ہے تو اسکے سارے اعمال کا باب ختم ہو جاتا ہے یعنی انکا ثواب کا سلسلہ جاری نہیں رہتا البتہ تین اعمال کے ثواب کا سلسلہ موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے جسمیں پہلا کام عمل صالح، دوم وہ علم جس سے نفع حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رہے اور سوم وہ دیندار صالح اولاد جو والدین کے مرنے کے بعد بھی ان کے حق میں دعائے خیر کریں

ہر مسلمان پر از روئے شریعت یہ لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے دینی ماحول مہیا کر کے ان کو ہر ناجائز کام سے روکے اور دین پر عمل پیرا رہنے کے لئے اس کو مجبور کرے ورنہ اس فریضہ سے پہلو تہی کرنے والے کا روز قیامت

مواخذہ ہوگا والدین ہونے کے ناطے یہ وہ چند ذمہ داریاں ہیں جو اس نعمت کے کارآمد ثابت ہونے کے لئے شریعت نے ہر مسلمان والد اور والدہ پر لازم کی ہیں۔

محاسبہ:

آیئے اب ہم اپنا محاسبہ کریں کہ اولاد کی پرورش و تربیت کے اس شرعی ضابطہ اخلاق پر ہم کس حد تک عمل پیرا ہیں بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی غیر شرعی رسول وخرافات کا ایک ہنگامہ شروع ہو جاتا ہے، کسی صالح و دیندار شخص کا نام رکھنے کی بجائے لہو ولعب کے ماہر یا کسی فلمی اداکار واداکارہ یا ذرا زیادہ ماڈرن خاندان ہو تو انگریزی ٹائپ نام رکھنے کو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ناموں پر ترجیح دیتے ہیں۔

والدین کی ذمہ داریاں:

عمر چار پانچ سال تک نہیں پہونچتی کہ دینی تعلیم و ماحول مہیا کرنے کی بجائے انگلش میڈیم اور مشنری سکولوں میں داخلے دلوانے کے لئے ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیتے ہیں۔

افسوسناک بات تو یہ ہے کہ اس بیماری میں بہت اچھے بھلے ہم میں سے اپنے آپ کو دیندار شریعت کے پابند کہلوانے والے بھی اوروں سے پیچھے نہیں رہے۔ اس غیر اسلامی ماحول کا نتیجہ ظاہر ہے کیا نکلے گا کہ سات اور دس سال کی عمر میں نماز سکھانے اور پڑھنے کی جگہ وہ میوزک اور ڈانس کے ماہرین جاتے ہیں' یہ بچپن ہی سے بے جالاڈ پیار سے اخلاق تباہ کر دیا جاتا ہے' دینی علوم سے بے بہرہ رکھنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نہ ان کو والدین' بڑے چھوٹوں کی عزت و منزلت کا علم ہوتا ہے' نہ اسلامی اقدار و افکار کا خیال' محبت میں افراط سے کام لے کر ماں باپ ان کی ہر خواہش پر دل کھول کر مال و دولت اڑاتے ہیں' والدین کنجوسی اور بخل کا مظاہرہ کر کے کوڑی کوڑی اس تصور سے جمع کرتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد بچوں کے کام آسکے تو وہ اولاد جن کی ابتداء ہی دنیاوی علوم حاصل کرنے سے کی جائے ان سے یہ توقع ہی عبث ہے کہ ایسی اولاد والدین کا ترکہ اللہ کی راہ یا والدین کے ایصال ثواب میں خرچ کرے گا بلکہ انہی علوم کے زیر اثر رہ کر اس مال کو لہو ولعب اور عیاشی میں صرف کر کے والدین کے لئے مزید اذیت اور عذاب کا ذریعہ بنیں گے' ان سے پھر یہ امید کہاں کہ اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب و مغفرت کے لئے دعوات کریں اولاد کے بگڑنے اور سدھرنے میں والدین کا بڑا عمل دخل ہے اگر ماں باپ بچپن ہی سے بچوں کو دین اور دینی تعلیم و معاشرہ کی طرف مائل کر دیں تو اس میں دونوں کا فائدہ اور اگر اس طرف توجہ نہ دے کر غفلت سے کام لیا گیا تو اولاد کے گناہوں کا بوجھ بھی سرپرستوں کے کندھوں پر ہوگا۔

شفیع المذنبین ﷺ کا ارشاد ہے:

من ولد له' ولد فليحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فليزوجه وان بلغ ولم يزوجه' فاصاب اثما فانما اثمه على ابيه

ترجمہ: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اس کا اچھا نام رکھنا چاہیے اور بہتر ادب سکھلانا چاہیے جب بالغ ہو جائے نکاح کر دیں اگر بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کیا گیا اور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہوا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔

محترم حضرات! آپ خود اندازہ کرلیں یہی اولاد بھی مال کی طرح نعمت بن کر والدین کی مغفرت، رفع درجات اور دخول جنت کا وسیلہ ہو سکتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ ان کی تربیت و اصلاح اسلامی تعلیمات واصول کو مد نظر رکھ کر کی جائے۔ بصورت دیگر یہی نعمت خود اولاد اور ان کے سرپرستوں کو جہنم کا ایندھن بنا سکتی ہے۔

اللھم انا نعوذبک من ولد یکون علینا و بالا و نعوذبک من مال یکون علینا عذابا

ترجمہ: اے اللہ ہم کو پناہ دے ایسی اولاد سے جو میرے لئے وبال جان بن جائے اور اللہ ہم کو پناہ دے ایسے مال سے جو میرے لئے ذریعہ عذاب بن جائے۔ امین۔

و آخر دعوائی ان الحمدللہ رب العالمین

بقیہ صفحہ نمبر ۶۱ سے

نبی اکرم ﷺ قانون قصاص و دیت لے کر آئے جس کے باعث دہشت گردی ماند پڑ گئی۔ آپ ﷺ نے اپنی تئیس سالہ بعثت کی زندگی میں کبھی جنگ میں پہل نہیں کی۔ ہمیشہ دفاع کی پالیسی اپنائی۔ جو ضعیفہ حضور ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتی تھی وہ جب بیمار ہوئی تو آپ اس کی عیادت اور مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ اگر اسلام میں دہشت گردی کا راج ہوتا تو اس سے بدلہ لیا جاتا، اخلاقِ محمدی کی لوری نہ دی جاتی۔ اس مجسم اخلاق نے فتح مکہ کے دن سب کو معاف کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ اسلام کو مکمل کرنے آئے تھے۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے آپؐ نے لوگوں کو سلام کا حکم دیا جو خود دلیل امن ہے۔

قارئین کرام! یہ ہم سب کے فرائض میں شامل ہے کہ ہم مسلمانوں کو پیدا ہونے والے ملعونوں گوہر شاہی، یوسف کذاب، سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین وغیرہ یا غیر مسلم جیری فال ویل، ریورینڈ وائن اور اسی قماش کے دوسرے ملعونوں کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کی ذات مطہرہ پر کیچڑ اچھالنے اور حملہ کرنے والوں کا فوراً تعاقب کریں اور ان کے حملوں کا جواب دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق دے اور حسن نیت کو قبول فرمائے۔ امین

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرارِ بولہبی